بسم الله الرحمن الرحيم

برزخی قبر کا شاخسانہ

مرتبہ

محمد یوسف، مدیر "المسلم"

جماعت المسلمین

شائع کردہ

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

۲/۱۶۲ ۔ حسین آباد ۔ فیڈرل بی ایریا ۔ کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۰ ـــ ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت :۔ -/۴ روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

برزخی قبر کا شاخسانہ

فتنے ہر دور میں اٹھتے رہے ہیں اور اٹھتے رہتے ہیں، ماضی قریب میں ایک نیا اور خود ساختہ فتنہ وجود میں آیا ہے اس عجوبہ روزگار فتنے نے پرویزیت (انکار حدیث) کو بڑی تقویت پہنچائی ہے۔ اس فتنے کے شدید اثرات کے سبب تقریباً ہر شخص ہر صحیح حدیث کو یہ کہہ کر مسترد کر دیتا ہے کہ یہ براہ راست قرآن مجید سے ٹکراتی ہے۔ اس شورش کے پس و پشت جو حکمت کارفرما ہے وہ یہی ہے کہ کسی طرح صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ساکھ کو کمزور کر دیا جائے۔ یہ حکمتِ عملی ہر باشعور مسلم کے نزدیک دینِ اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کر دینے کے مترادف ہے۔

برزخی قبر کے فتنے کے بانی ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب ہیں انہوں نے ایک نظریہ ایجاد کیا ہے کہ قبر کا عذاب اس ارضی قبر میں نہیں ہوتا بلکہ عالم برزخ کی قبر میں ہوتا ہے، معلوم نہیں یہ دو قبروں کا عقیدہ کس آیت یا حدیث سے ماخوذ ہے۔

حالانکہ ارضی قبر کا عقیدہ دورِ رسالت سے متواتر چلا آرہا ہے بہرحال اس نظریہ نے ان کے ذہن میں ایسی جگہ پکڑ لی ہے کہ انہیں اس سلسلہ میں جتنے ٹھوس دلائل دیئے جاتے ہیں وہ انہیں مسترد کر دیتے ہیں۔ اگر وہ کسی حدیث یا آیت کا انکار نہیں کر سکتے تو اس کی من مانی تاویل ضرور کر دیتے ہیں وہ اس سلسلے میں آیت یا حدیث کے ترجمہ میں تحریف کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

امیر جماعت المسلمین جناب مسعود احمد صاحب نے کتابچہ "ذہن پرستی" میں ان کی ان غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کی نشاندہی کی تھی جو انہوں نے اپنے کتابچوں "یہ قبریں اور یہ آستانے"، "توحید خالص حصہ دوم" اور "عذاب قبر" میں درج کی تھیں ہمیں موصوف سے حسن ظن تھا کہ وہ ان دلائل و براہین کو تسلیم کر کے اپنے خود ساختہ موقف سے رجوع فرمائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بحران کو منسوب کر کے جو گستاخی کی تھی اس سے توبہ کر لیں گے اور سلف صالحین پر کفر کے فتوے عائد کرنے سے بھی رجوع فرمالیں گے مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ "ذہن پرستی" کے مدلل جوابات سے اب عثمانی صاحب اور ان کے مقلدین اس قدر بوکھلا گئے ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی حال ہی میں رسالہ حبل اللہ کے تیسرے شمارے میں عبدالقادر سومرو صاحب کا ایک مضمون نظر سے گزرا۔ اس میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ "ذہن پرستی" کا جواب دے دیا گیا ہے مگر عبدالقادر سومرو صاحب کے سارے مضمون میں سوائے طنز و استہزا کے جواب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ موصوف نے بعض مقامات پر ادب احترام کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ مدیر فاران جناب ماہر القادری صاحب نے رسالہ تصنیف "تلاش حق" پر جواب تبصرہ کرتے ہوئے اس کتابچہ کے مصنف امیر جماعت المسلمین کو "جہل مرکب" کہہ دیا تھا۔ کچھ اسی قسم کا جواب "حبل اللہ" والوں نے بھی دے دیا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم سومرو صاحب کی تحقیق سامنے لائیں ضروری ہے کہ جس بات پر انہوں نے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اس کی وضاحت کر دیں۔

عثمانی صاحب لکھتے ہیں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر جب سکرات الموت کا عالم تھا (وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ) تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ مجھ پر مٹی ڈالنے اور دفنانے کے کچھ دیر بعد تک میری قبر کے پاس کھڑے رہنا تاکہ میں تمہاری موجودگی کی وجہ سے مانوس رہوں اور مجھے معلوم رہے کہ اپنے رب کے رسولوں (فرشتوں) کو کیا جواب دوں۔ (عذاب قبر ص۱۹)

نوٹ:- عثمانی صاحب ارضی قبر کی اس کھلی اور صریح دلیل کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ حضرت عمرو بن العاص کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

---

"یہ سکرات الموت کی بات ہے جیسا کہ اسی حدیث کے الفاظ ہیں (وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ) اس وقت کی باتیں جب آدمی اپنے آپے میں نہ ہو، قرآن و حدیث کے نصوص کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ قرطاس کو ذہن میں رکھنا مناسب ہے۔ بخاری روایت کرتے ہیں کہ وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات کے دن جب آپ پر بیماری کی شدت تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب لاؤ میں تمہارے لئے لکھ دوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے تو بعض صحابہ جن میں عمر بن خطاب بھی شامل تھے کہا کہ آپ پر مرض کی شدت ہے اور اسی وجہ سے بحرانی کیفیت طاری ہے۔ اسی کے زیر اثر آپ یہ فرما رہے ہیں اس لئے لکھوانے کی ضرورت نہیں۔"

الفاظ یہ ہیں أَهَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عذاب قبر ص۱۹)

شان رسالت پر ایسی سنگین اور گستاخانہ جسارت پر مسعود احمد صاحب نے ڈاکٹر موصوف کی اس علمی خیانت کا جواب ذہن پرستی کے ص۸۴ میں یوں دیا:-

"افسوس کہ عثمانی صاحب اسے بحران کہہ رہے ہیں حالانکہ حضرت عمرو بن العاص نے تو وہی بات کہی تھی جو حدیث میں موجود ہے:"

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس پر کھڑے رہتے پھر فرماتے اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔

(رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح مرقاۃ جلد اول ص۱۳۸)

عمرو بن العاص نے یہ بات اگرچہ سیاق الموت میں کہی تھی لیکن بالکل صحیح کہی تھی" ذہن پرستی ص۸۴"

قارئین اندازہ کیجیئے کہ اپنے نظریات کے دفاع کے لئے کس قسم کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں اور کیسی کیسی تاویلوں سے صحیح حدیث کی معنوی تحریف کی جاتی ہے کہ اس کی اصل روح تک مجروح ہو جاتی ہے حالانکہ اس حدیث میں تین باتیں صراحت سے سامنے آئی ہیں۔

(١) ارضی قبر کی صحت اور درستگی دلیل مزید برآں صحابہؓ کا یہی ایمان و عقیدہ تھا کہ سوال و جواب عذاب و ثواب کی

تمام کیفیات اسی ارضی قبر سے وابستہ ہیں نہ کہ برزخی قبر سے۔

(۲) سکرات الموت میں بھی اسوۂ حسنہ کی پیروی کا بہترین نمونہ کہ زندگی کا آخری لمحہ بھی اتباعِ سنت سے خالی نہ ہو
افسوس کہ کامل سنت کی پیروی کو بحران کا نام دیا جا رہا ہے۔

(۳) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا اپنے بیٹے پر اس قدر اعتماد اپنی نوعیت کی بہترین
مثال اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیزگاری کی اعلیٰ مثال ہے۔

عثمانی صاحب کے ان الفاظ پر غور فرمایئے کہ قرآن و حدیث کے نصوص کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے کیا یہ دھوکہ نہیں ہے؟ صحابیؓ رسول نے قرآنی نصوص کو نہیں جھٹلایا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو حجت شرعیہ سمجھ کر عملی ثبوت دیا۔ قرآن و حدیث کے نصوص کو جھٹلا کون رہا ہے یہ عثمانی صاحب کی تحریر سے بخوبی آشکارا ہے اب آیئے سومرو صاحب کا انداز فکر بھی ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں:۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے
چلئے جنونِ مخالفت میں اتنا تو ہوا امیر المسلمین بھی صحابی کے قول و فعل کو حجت سمجھنے لگے ہیں (لیکن آگے انہوں نے امیر المسلمین کو دھمکی آمیز مشورہ دیا ہے کہ اب اس کے ساتھ ہی ان کو اپنی سابقہ تحریروں پر ضرور نظرثانی کرنی پڑے گی جیسا کہ آپ نے اپنے کتابچہ نماز اور زینت میں ارشاد فرمایا ہے۔ دوسرے یہ کہ صحابی کا قول و فعل حجت نہیں (حبل اللہ شمارہ ۳ صفحہ ۱۰۹)

قارئین کرام! مندرجہ بالا تحریر سومرو صاحب کے افلاس علم کی غمازی کرتی ہے، اگر وہ واقعی کسی غلطی کی نشاندہی کرتے تو کچھ بات تھی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایک سچی بات کو جنونِ مخالفت کا نام دیا۔ اس طرح وہ اپنے حاشیہ برداروں کو خوش تو کر سکتے ہیں لیکن حقائق کو بدلا نہیں جا سکتا نہ جانے حقائق کو مسخ کر کے پیش کرنا یہ کس قسم کی توحید ہے۔ مزید برآں جو شعر انہوں نے تحریر کر کے اپنی علمیت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ بڑا مضحکہ خیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اسم اللہ کا کوئی نعم البدل لفظ نہیں ہے لہٰذا اللہ کو خدا کہنا جبکہ پارسیوں کے مطابق خدا دو ہوں یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

تیسرے یہ کہ جماعت المسلمین کا عقیدہ وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ لہٰذا جماعت المسلمین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال و افعال کو بھی شواہد میں پیش کرنا جائز سمجھتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال و افعال سے مطابقت رکھتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا فعل بھی سنت سے ثابت شدہ ہے لہٰذا ہمارے لئے ایک اچھی مثال ہے، اس میں مذاق و استہزاء کی کونسی بات ہے جو یہ کہا جائے کہ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔

موصوف کا یہ فرمانا کہ امیر جماعت المسلمین کو اپنی سابقہ تحریروں پر ضرور نظرثانی کرنی پڑے گی تو اس سلسلہ میں ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کیا صحیح قول و فعل پر بھی نظرثانی کرنی پڑتی ہے؟ اب سابقہ تحریر کونسی ہے جس پر موصوف نظرثانی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ غالباً یہی کہ امیر جماعت المسلمین نے حضرت عمرو بن العاص کے قول کو کیوں حجت سمجھ لیا جبکہ وہ نماز اور زینت میں یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ صحابی کا قول اور فعل حجت نہیں (حبل اللہ صفحہ ۱۰۹)

کاش موصوف نماز اور زینت کے صفحہ ۹ کا پورا حوالہ دیتے۔ انہوں نے آگے کے الفاظ کیوں نقل نہیں کئے نہ جانے وہ کیسے دھوکہ دے رہے ہیں۔ قارئین اب اس عملی خیانت کی مثال بھی ملاحظہ فرمایئے:۔
امیر جماعت المسلمین نے کتابچہ "نماز اور زینت" کے صفحہ ۹ پر کسی کی غلط فہمی کا جواب دیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت

جابر رضی اللہ عنہ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ حالانکہ یہ کسی صحیح روایت میں نہیں کہ حضرت جابر نے ننگے سر نماز پڑھی دوسرے یہ کہ صحابی کا قول اور فعل حجت شرعیہ نہیں۔
خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ کسی حدیث کے خلاف ہو۔

قارئین کرام خط کشیدہ الفاظ موصوف نے دانستہ چھوڑ دیئے۔ اس علمی خیانت کا انہوں نے تحقیق کا نام دیا ہے، حالانکہ یہ تحقیق کا خون کر دینے کے مترادف ہے موصوف اپنی تحقیقی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:-

امیر المسلمین ہمیشہ جب کسی بات کی مخالفت کرتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ اپنی تحریر میں اس سے پہلے اس کا تذکرہ کر چکے ہیں ایک بار پھر موصوف کی تحریر کے اس حصے کو دیکھئے (حبل اللہ ص ۱۰۹)
"بالفرض محال اگر ابن مسعودؓ کی حدیث حسن یا صحیح بھی ہو تو بھی ایک صحابی کی روایت تمام صحابہ کے مقابلے میں ہیچ ہے"۔

سومرو صاحب کو جماعت المسلمین کی مختلف کتابوں سے اپنے مطلب کے اقتباسات نقل کر کے الزام تراشیاں کرنے کا فن بھی خوب آتا ہے اس دھوکہ دہی میں انہیں ملکہ حاصل ہے۔ کاش سومرو صاحب اگر تلاش حق کے صفحہ ۸۲ کی عبارت جہاں سے انہوں نے شروع کی تھی۔ پوری نقل کرتے تو یقیناً دھوکہ نہ ہوتا۔ ملاحظہ فرمایئے تلاش حق کی پوری عبارت:-

---

امیر جماعت المسلمین فرماتے ہیں بالفرض محال اگر ابن مسعودؓ کی حدیث حسن یا صحیح بھی ہو تو بھی ایک صحابی کی روایت تمام صحابہ کے مقابلے میں ہیچ ہے۔
پھر ابن مسعودؓ سے اور بھی بہت سی بھول ہو گئی ہیں جن میں سے چند میں پہلے لکھ چکا ہوں اسی لیے امام ابوبکر بن اسحاق نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی حدیث کے مساوی نہیں ہو سکتی کیونکہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر خلفاء راشدین صحابہ اور تابعین سے صحیح طور پر ثابت ہوا ہے اور ابن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ معوذتین کا قرآن سے ہونا بھول گئے، تطبیق کا منسوخ ہونا بھول گئے وغیرہ وغیرہ اسی طرح انہوں نے دس باتیں گنائی ہیں۔ (یہ گیارہویں بھول ہے)

قارئین کرام انصافاً بتلایئے علمی خیانت کا ثبوت کون دے رہا ہے اور الزام کسے دیا جا رہا ہے۔ چونکہ یہ توحیدی حضرات بھی رفع یدین کے قائل نہیں ہیں اور حنفی مقلد ہیں لہٰذا دیگر احناف کی طرح عبداللہ ابن مسعودؓ کی اس حدیث کو حجت سمجھتے ہیں جس کا متن تک محفوظ نہیں۔ الغرض امیر جماعت المسلمین کی مندرجہ بالا عبارت بالکل صحیح ہے لیکن جو شخص ہر صحیح بات کو بلا وجہ تنقید کا نشانہ بنائے سستی شہرت حاصل کرنے کے متمنی ہے۔ سومرو صاحب آگے فرماتے ہیں:

ایسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں اتنی بے باکی سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ ان کی حدیث صحیح بھی ہو تو بھی ہیچ ہے اور قرآن مجید و صحیح احادیث کے خلاف ایک صحابی کے قول کو عذاب قبر کے بارے میں کھلی دلیل قرار دے رہے ہیں..... امیر المسلمین نے عذاب قبر میں عمرو بن العاص کی اس روایت پر کئے گئے اس تبصرے کو نظر انداز کر دیا (حبل اللہ ص ۱۰۹)

عثمانی صاحب فرماتے ہیں: "ہاں اگر کوئی ثابت کر دے کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے حضرات نے ان کی وصیت پر عمل بھی کیا تب تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور دوسرے حضرات کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ قبر میں دفن ہونے کے بعد عمرو بن العاصؓ پھر زندہ ہو جائیں گے لیکن ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔" (عذاب قبر ص۲۰)

سومرو صاحب بھی عثمانی صاحب کی تقلید و تائید میں فرماتے ہیں کہ

متن کے لحاظ سے یہ روایت قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے براہ راست ٹکراتی ہے یہی نہیں کہ قبر میں مردہ زندہ ہو جاتا ہے بلکہ باہر کھڑے ہوئے لوگوں سے وہ مانوس بھی ہو جاتا ہے۔ (حبل اللہ ص۱۰۹)

قارئین کرام سومرو صاحب اور عثمانی کی ان تمام باتوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ بڑا بھیانک ہے، کاش سومرو صاحب عثمانی صاحب کے نظریات کی وکالت میں صحیح مسلم کی حدیث کو جو بالکل صحیح ہے۔ قرآن مجید کے خلاف نہ ٹھہراتے، اگر یہ حدیث واقعی غلط ہے تو پھر سب سے پہلے امام مسلمؒ ان کی زد میں آتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کے خلاف کفر و شرک پر مبنی روایت اپنی صحیح میں لائے اور اگر یہ حدیث صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر حضرت عمرو بن العاصؓ جیسے جلیل القدر صحابی رسول بدعقیدہ ثابت ہوتے ہیں۔ استغفراللہ من ذالک مزید براں عمرو بن العاصؓ نے اگر وہی قول پیش کیا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو پھر بات بہت آگے نکل جاتی ہے اور اس کے تصور ہی سے ہم کانپ جاتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ عثمانی صاحب صحابیٔ رسول پر کوئی فتویٰ نہ دے سکے لیکن بحران زدہ کہنے ہی میں عافیت سمجھی اور اسی قسم کا بحران وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے سے بھی نہیں چوکے۔

مزید براں قرآن مجید میں ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو بہت سی نصیحتیں کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمان ۱۳)

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔"

حضرت لقمان کی اس وصیت یا دوسری وصیت "یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ" بیٹا نماز پڑھا کر، کے بارے میں کوئی ثبوت فراہم کر سکتا ہے کہ ان کے بیٹے نے ان وصیتوں اور بہت سی وصیتوں پر عمل بھی کیا ہوگا اگر نہیں تو پھر عثمانی صاحب کا مندرجہ ذیل مفروضہ کیا حیثیت رکھتا ہے کہ

"ہاں اگر کوئی ثابت کر دے کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو اور دوسرے حضرات نے ان کی وصیت پر عمل بھی کیا۔ تب تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور دوسرے حضرات کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ قبر میں دفن ہونے کے بعد عمرو بن العاص زندہ ہو جائیں گے الخ" کیا عدم ذکر سے عدم شے بھی لازم ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ عثمانی صاحب کی عجیب و غریب منطق ہے۔

الغرض اس نام نہاد توحیدی گروپ کو بس یہ کچھ گوارا ہے بس جو عثمانی صاحب نے کہہ دیا پتھر کی لکیر ہے۔ کاش یہ حضرات ذہنی پرستی، شخصیت پرستی اور تقلید جیسے شرک کے فروغ کے بجائے حق کو تسلیم کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں ہدایت دے۔

(قسط دوم)

قارئین کرام! "المسلم" کی اشاعت اول میں ڈاکٹر عثمانی صاحب اور ان ہی کے گروپ کے ایک محقق عبدالقادر صاحب کی بعض غلط فہمیوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔ عبدالقادر صاحب کے مضمون میں جسے انہوں نے شعبۂ تحقیق کے تحت حبل اللہ کی تیسری اشاعت میں شائع کیا ہے تحقیق کم اور تنقید زیادہ ہے۔

انہوں نے عثمانی صاحب کے خود ساختہ عقائد اور نظریات کی بھرپور وکالت کی ہے حالانکہ کسی محقق کے لئے دونوں رُخ سامنے رکھ کر عدل و انصاف سے صحیح فیصلہ کرنا چاہیے نہ کہ یک طرفہ فیصلہ۔

ذیل میں ہم ان حضرات کی بعض مزید غلط فہمیوں کی نشاندہی کریں گے تاکہ قارئین کرام کے سامنے دوسرا صحیح رُخ بھی سامنے آجائے۔

برزخی قبر کے خود ساختہ مفروضے کی حقیقت

عبدالقادر سومرو صاحب عثمانی صاحب کی وکالت میں لکھتے ہیں :-

جب امیر المسلمین کے مضحکہ اڑانے والے انداز کا جواب عذاب قبر میں دیا گیا تو امیر المسلمین نے اس کے جواب میں لکھی جانے والی ذہن پرستی کی چوتھی قسط میں اسے نظر انداز کر دیا گویا یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو عذاب قبر میں امیر المسلمین کی ذہن پرستی قسط دوم میں مضحکہ اڑانے والے سوالات کا جواب اور بخاری کی صحیح حدیث کی تشریح۔

اس تبصرہ کے بعد انہوں نے عثمانی صاحب کے خود ساختہ نظریہ کو بطور حجت شرعیہ کے پیش کیا ہے (بحوالہ حبل اللہ صفحہ ۱۰۴)

"ان ساری حدیثوں نے بتلا دیا کہ سیدھی بات تو یہ ہے کہ جو شخص بھی وفات پا جاتا ہے اس کو حسب حیثیت ایک برزخی جسم ملتا ہے جس میں اُس کی روح کو ڈال دیا جاتا ہے اور اس جسم اور روح کے مجموعے پر سوال و جواب اور عذاب و ثواب کے سارے حالات گزرتے ہیں، یہی اُس کی اصل قبر بنتی ہے۔" (عذاب قبر ص۹ حبل اللہ صفحہ ۱۰۴)

قارئین کرام! احادیث صحیحہ میں اس خود ساختہ مفروضے کی ایک بھی دلیل نہیں اور نہ ہی قرآن مجید کی کسی آیت سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مُردے کو دفن کرنے کی کوئی اور قبر ہے اور سوال و جواب اور عذاب و ثواب کی کوئی اور قبر ہے۔

تعجب ہے کہ کفر و ایمان کے جس مسئلہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ امت سے پوشیدہ رکھ گئے (العیاذ باللہ) عثمانی صاحب اور اُن کے مقلدین آج امت پر آشکارا کر رہے ہیں۔

ستم بالائے ستم اگر کوئی صاحب ایمان ان کے مندرجہ بالا ذہنی مفروضے کو تسلیم نہ کرے تو اسے یہ کافر قرار دیتے ہیں گویا یہ حضرات جسے طاغوت سمجھ لیں اس کی تکفیر ضروری ہے ورنہ تکفیر نہ کرنے والا بھی کافر۔

اور یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ صرف اسی خود ساختہ ذہنی مفروضے کی بنا پر عثمانی صاحب اور انکے حاشیہ برداروں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ جیسے علماء کو کافر ٹھہرایا ہے اور اس شدت کے ساتھ اس بات کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے گویا اگر ایسا نہ کیا گیا تو توحید خاک میں مل جائے گی۔

ارضی قبر میں روح کے لوٹائے جانے، جوتیوں کی چاپ سننے اور سوال و جواب کے سلسلے میں احمد و ابو داؤد اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صاف اور صریح احادیث کو یہ حضرات کفر و شرک گردانتے ہیں لیکن یہ امر کم دلچسپ نہیں کہ جن ٹھوس دلائل اور حجت شرعیہ کا انکار اور تاویل کر کے یہ حضرات کفر و شرک کے فتوے دوسروں پر لگا رہے ہیں اس کی زد میں وہ خود بھی آجاتے ہیں۔

اپنے اس نظریہ کو تقویت دینے کے لیے یہ حضرات قرآن مجید کی اس آیت کا سہارا لیتے ہیں۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ○ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ○ پھر اس (زندگی) کے بعد تمہیں موت آکے رہے گی اور اس کے

(سورۃ المؤمنون آیات ۱۵، ۱۶) بعد قیامت کے دن تم پھر اٹھائے جاؤ گے۔

اس آیت کو پیش کرنے کے بعد نئے رنگ پر پوچھتے ہیں کہ آخر قبر کا مُردہ قیامت سے پہلے کیسے زندہ ہو گیا؟ جواب نہیں ملتا۔

(عذاب قبر ص۹ اور حبل اللہ نمبر ۱۰)

الغرض محال ارضی قبر کے متواتر اور صحیح ترین عقیدے کو چھوڑ کر عثمانی صاحب کے پیش کردہ برزخی قبر کے خود ساختہ مفروضے کو تسلیم کر لیا جائے تو قارئین کرام ایک لمحہ کے لئے سوچئے کہ برزخی قبر میں مُردے کو نیا جسم مل جائے اس میں روح بھی ڈال دی جائے اور جوتیوں کی چاپ بھی سنے اور پھر اس روح اور جسم کے مجموعے پر سوال و جواب اور عذاب و ثواب کے سارے حالات گذر جائیں تو پھر یہ حضرات اس کا جواب دیں کہ مندرجہ بالا آیت کے بموجب ان کے خود ساختہ مفروضے کفر ہیں یا نہیں۔
اور کیا یہ شریعت سازی نہیں؟ کیا شریعت سازی شرک نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر یہ کس قسم کی توحید ہے جس کے یہ حضرات داعی ہیں؟ عثمانی صاحب کی تقلید میں عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں۔ پوچھا جائے تو:-

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. (البقرۃ آیت ۲۸)

تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا فرمائی پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

سورۃ البقرہ کی اس آیت سے تو ثابت ہوا کہ زندگیاں صرف دو ہیں آخر قبر دنیا کی یہ تیسری زندگی آپ کہاں سے لائے تو چپ ہو جاتے ہیں اور بس! (حبل اللہ ص۱۰)

اگر کوئی صاحب بصیرت عثمانی صاحب اور عبدالقادر صاحب سے دریافت کرے کہ آخر اس آیت کے مطابق زندگیاں صرف دو ہیں تو کیا صحیح بخاری و صحیح مسلم کو دریا برد کر دیا جائے؟ اس لئے کہ ان احادیث میں تیسری زندگی کا ثبوت صراحت سے ملتا ہے۔ اگر یہ احادیث آپ کی پیش کردہ قرآن مجید کی آیات سے ٹکراتی ہیں تو پھر فتنہ پرویزیت اور آپ کے نظریات میں کیا فرق باقی رہ گیا؟
اگر یہ حضرات اس فرق کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر بقول ان کے زندگیاں صرف دو ہیں تو پھر برزخی قبر کی تیسری زندگی یہ حضرات کہاں سے لے آئے؟
ہمیں امید ہے کہ یہ اس جواب پر خاموش نہیں رہیں گے ہو سکتا ہے ان آیات کی کوئی من مانی تاویل کر دیں یا ترجمہ میں تحریف کر دیں یا پھر یہ فرما دیں کہ جماعت المسلمین نہ قرآن مجید کا فہم رکھتی ہے اور نہ ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم کو سمجھتی ہے۔
رہی بات ترجمے کے الٹ پھیر کی تو ہم ذیل میں عثمانی صاحب کی تحریف کی صرف دو مثالیں پیش کر کے قارئین کرام کو بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ حضرات عدل و انصاف کے کس اونچے مقام پر کھڑے ہیں۔

مُردے کا جوتیوں کی آواز سُننا

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

صحیح ترجمہ:-

بندہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں (یعنی واپس) جاتے ہیں اور وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں۔

موصوف کا ترجمہ:-

بندہ جب قبر میں رکھ دیا گیا اور اس کا معاملہ اختتام کو پہنچ گیا اور اس کے ساتھی چلے گئے یہاں تک کہ وہ یقینی طور پر ان کی (فرشتوں کی) جوتیوں کی آواز سنتا ہے ـــــ کہ دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ (توحید خالص دوسری قسط ص۲)

قارئین کرام آپ کے سامنے دونوں ترجمے ہیں آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کون سا ترجمہ صحیح ہے اور کون سا ترجمہ محرّف ہے۔
موصوف کے ترجمے میں دو جگہ ڈیش ہے اور قوسین ( ) کے درمیان کی عبارت معنی خیز اور قابلِ غور ہیں یعنی انہوں نے آدمیوں کی جوتیوں کی آواز کو فرشتوں کی جوتیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرشتوں کی جوتیوں کی آواز کی منطق سمجھ سے بالاتر ہے۔
امیر جماعت المسلمین نے ذہن پرستی کے صفحہ ۲۰ پر عثمانی صاحب کی اس تحریف معنوی کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فرشتے جوتیاں پہنتے ہیں یہ محض ایک مفروضہ ہے۔" چاہیئے تو یہ تھا کہ موصوف ان دلائل و براہین کو تسلیم کرتے ہوئے اس تحریف معنوی سے رجوع فرماتے لیکن افسوس کہ وہ اپنے ذہنی نظریہ میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ اب حق کو تسلیم کرنا بھی اُن کی انا کا مسئلہ بن چکا ہے
امیر جماعت المسلمین کے جواب پر عثمانی صاحب فرماتے ہیں :-
"اب آخر میں نئی دینداری کے حربے کو استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ فرشتے جوتیاں پہنتے ہیں اور فرشتے اگر جوتے پہن لیں تو کیا قیامت آجائے گی۔ جب بخاری و مسلم کی احادیث میں آگیا کہ فرشتے لباس پہنتے ہیں اور ہتھیار بھی لگاتے ہیں تو آخر جوتیاں پہننے میں کیا بات ایسی ہے کہ اس کی ہنسی اُڑائی جائے (عذاب قبر صفحہ ۱۳ وحبل اللہ صفحہ ۱۰۵)

بہرحال اگر فرشتوں کی جوتیوں کی آواز سننا بھی تسلیم کر لیا جائے (اگرچہ یہ غلط ہے) تو پھر موصوف کا یہ نظریہ باطل ہو جاتا ہے کہ مردہ کسی بھی حالت میں نہیں سنتا
اب قارئین کرام عثمانی صاحب کی ایک اور علمی غلطی کی بدترین مثال ملاحظہ فرمایئے۔
موصوف فرماتے ہیں کہ :
" فرعون اور فرعونیوں کو صبح شام آگ پر پیش کیا جا رہا ہے اور قیامت تک پیش کیا جاتا رہے گا اور قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اب فرعون اور اس کے پیروں کو شدید عذاب میں داخل کر دو۔ (عذاب قبر صفحہ ۱۲)"
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۚ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن ۴۶)

دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کیئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

قارئین کرام سورۃ المؤمن کی آیت کا متن آپ کے سامنے ہے اس میں فرعون کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں جس میں آلِ فرعون کے ساتھ فرعون کا لفظ موجود ہو۔ نہ معلوم لفظ فرعون کا اضافہ موصوف نے کس لیئے کیا ہے۔
اس ضمن میں موصوف کی توجہ اس اضافہ کی طرف مبذول کرائی گئی تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ کیا آپ لوگ فرعون کو آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔۔۔ اس جواب پر ہم سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں ؟
اللہ تعالےٰ انہیں صحیح ایمان دے اور ان کو حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں ذہن پرستی کے شرک اور کتمانِ حق کے تکبر سے نجات دے۔ آمین

قسط نمبر ۳

قارئین۔ المسلم کی گذشتہ دو اشاعتوں میں ہم نے عثمانی صاحب اور انہی کے گروپ کے ایک محقق عبدالقادر سومرو صاحب سے برزخی قبر کے خود ساختہ مفروضے کے سلسلے میں جو غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں سرزد ہوئی تھیں ان کا جواب دیا تھا اور جماعت المسلمین پر جو بہتان تراشیاں کی گئیں تھیں انہیں آشکار کیا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ بظاہر اس فتنے کے پس پردہ انکارِ حدیث کے عزائم کارفرما نظر آتے ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر صحیح ترین احادیث پر سے اعتماد ختم کرنا، بدنیتی سے اقوالِ رسول ؐ کا مذاق اڑانا اور موجودہ نسل اور آنے والی نسل کو حدیث سے بدظن کرنا بھی ان کا مقصد معلوم ہوتا ہے یہ عزائم اور سنگین مذاق اگر

یہودیوں کے حصہ میں آتے تو شاید ہمیں افسوس نہ ہوتا مگر کیا کیا جائے کہ یہ سب کچھ بزعم خود اسلام کے دعویدار اور داعیانِ توحید سرانجام دے رہے ہیں۔

دشمنانِ دینِ اسلام نے چاہا کہ دینِ اسلام کے اس ماخذ کو (جو قرآن مجید کی تفسیر و تشریح ہے) برباد کر دیا جائے تاکہ اسلام خود بخود مسخ ہو کر رہ جائے۔ دشمنانِ دینِ اسلام کی نقالی اور اتباع میں بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ بھی ملوث ہو گئے جو داعیانِ توحید اور داعیانِ اسلام ہیں اور اسی چھاپ کے ساتھ یہ وہی کام کر رہے ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کا طرۂ امتیاز رہے ہیں۔

ستم بالائے ستم ان داعیانِ اسلام میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو پورے سرمایۂ احادیث کو ڈھائی سو سال بعد کا شاخسانہ قرار دے کر اسے دریا برد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور لطف یہ کہ اسلام کے طلوع ہونے کا مژدۂ جانفزا بھی سناتے ہیں۔ یہ سازش دشمنانِ اسلام بھی نہ کر سکے جو اپنی خباثت میں ید طولیٰ رکھتے تھے، بدقسمتی سے ان کے حصے کا بقیہ کام اسلام کے نام نہاد بہی خواہ کر رہے ہیں۔

"یہ قبریں اور یہ آستانے"، "توحید خالص" اور "عذاب قبر" کے مصنف عثمانی صاحب نے ان کتابچوں میں احادیث صحیحہ کا جس انداز سے مذاق اڑایا ہے، ذیل میں ہم اس کی چند مزید مثالیں پیش کر کے قارئین کرام کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ان کے یہ نظریات و افکار کس قسم کے عزائم کی نشاندہی کرتے ہیں، اگر ان کی تحریروں میں آپ کو اسلام دشمن عناصر کے بھیانک عزائم کا عکس نظر آئے تو ہم معذور ہیں کہ یہ تو ان ہی کے قلم کے شہ پارے ہیں۔

عثمانی صاحب
کے خود ساختہ مفروضے کی حقیقت
اور احادیث صحیحہ کی من مانی تاویل

① دو قبروں پر ٹہنیوں کا لگانا (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کی اس حدیث کی من مانی تاویل کرتے ہوئے موصوف انکشاف فرماتے ہیں۔

"کیا یہ کرشاخیں دنیاوی قبر پر کیوں لگائیں؟ تو ان دنیاوی قبروں پر اس لئے لگائیں کہ برزخ میں اپنے ساتھیوں کو لے جا کر ان کی اصلی قبروں پر لگانا ممکن نہ تھا، صرف یہ بتانا تھا کہ ان قبروں میں جو مردے دفن کئے گئے تھے ان پر برزخ میں یہ حالات گزر رہے ہیں۔" (عذاب قبر ص۱۸)

موصوف نے جو تشریح و توضیح کی ہے ظاہر ہے کہ وہ تشریح و توضیح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔ یہ من مانی تشریح نہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے نہ گھڑی گھڑائی روایتوں سے، یہ ایسی جسارت ہے کہ جو بات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس لئے نہیں بتائی کہ یہ ان کے لئے ممکن نہیں تھا مگر شاید عثمانی صاحب برزخ کے احوال کا مشاہدہ کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی تشریح

فرما رہے ہیں جس کی وضاحت نہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور نہ صحابہؓ نے پوچھی لیکن عثمانی صاحب آج امت پر آشکارا کر رہے ہیں۔

(۲) قبرستان میں خچر کا بدکنا (صحیح مسلم)

صحیح مسلم کی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"اس حدیث سے یہ نکالا جاتا ہے کہ ان مشرکوں پر ان کی انہی دنیاوی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا اور وہ چیخ و پکار کر رہے تھے۔ اسی شور کی وجہ سے خچر بدکا تھا۔

کتنے خچر گھوڑے اور گدھے آج بھی قبرستانوں میں چرتے رہتے ہیں ایک نہیں بدکتا۔" (عذاب قبر ص۱۸)

اس کے جواب میں ہم عثمانی صاحب ہی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں وہی اسکا جواب ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"دراصل یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کیونکہ اللہ غیب کی باتوں کا اظہار اور اس کی اطلاع صرف اپنے رسولؐ کو دے دیتا ہے کسی اور کو نہیں۔" (عذاب قبر ص۱۸)

کاش عثمانی صاحب صحیح بخاری شریف میں کسوف کا جو واقعہ درج ہے اسے بھی دیکھ لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا کی پھر خطبہ دیا، پھر فرمایا وہ تمام چیزیں جو اب تک میں نے یہاں نہیں دیکھی تھیں اس وقت اس مقام پر دیکھ لیں، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی میرے پاس ۔۔۔۔۔۔ الخ

بے شک یہ معجزہ ہے اس کی صحیح تعبیر کی موجودگی میں اس کی خود ساختہ تعبیر کیوں لی گئی ہے۔ خچر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بدکا تھا، عدم موجودگی میں بدکنا کیا معنی رکھتا ہے، اس کے باوجود موصوف کا یہ فرمانا کہ کتنے خچر اور گھوڑے آج بھی قبرستانوں میں چرتے رہتے ہیں ایک بھی نہیں بدکتا بڑی حیرت انگیز منطق ہے۔

آدمی کا اچکنا اور جانور کا اچکنا، صرف اچانک اور بہت زور دار آواز پر ہوتا ہے، گلی کوچوں میں معمولی آواز سے نہ آدمی اچکتا ہے اور نہ جانور بدکتے ہیں۔

کیا عثمانی صاحب یا کوئی اور قبرستان میں بیٹھ کر یہ نظارہ کرتے رہتے ہیں کبھا نور نہیں بدکے؟ انہیں کیا معلوم کہ ناگہانی اور اچانک زور دار آواز سے جانور اب بھی بدکتے ہوں، اگر کسی کو اسکا تجربہ و مشاہدہ نہیں تو اس قسم کا اعتراض خود ساختہ ہے۔

(۳) مردہ کا کلام جنازہ پر (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کی اس حدیث پر عدم اعتماد اس یقین کے باوجود کرتے ہیں:۔

"اس حدیث کی اصلی تاویل کسی کے پاس نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ روح بولتی ہے۔ کسی کا کہنا ہے کہ یہ زبان حال کا قول ہے۔ بہرحال یہ مردہ "مردہ" ہے "زندہ" نہیں۔ ورنہ اگر کاندھے کے پاس بولے تو اٹھانے والا کیوں نہ سنے گا۔"

(عذاب قبر ص۱۷)

حیرت ہے کہ اس حدیث کی اصلی تاویل کسی کے پاس نہ ہونے کے باوجود عثمانی صاحب اسکی ایسی مضحکہ خیز تاویل کر گئے کہ ہم ان کی علمی بصیرت پر داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بہرحال یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ نیند میں سوئے ہوئے شخص پر جو کیفیات و مشاہدات گزرتے ہیں کیا قریب بیٹھا ہوا کوئی شخص محسوس کر سکتا ہے، وہ نیند میں خوش بھی ہوتا ہے، غمگین بھی ہوتا ہے، چیختا چلاتا بھی ہے، مگر اس پر جو گزرتی ہے ہم محسوس نہیں کر سکتے، کیا عثمانی صاحب اس کیفیت کی بھی یہی تاویل کریں گے کہ خفتہ خفتہ ہے، بیدار نہیں ورنہ نیند میں بولے تو قریب بیٹھا ہوا شخص کیوں

پڑھے گا۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر والوں کے لئے دعاء (صحیح مسلم)

(صحیح مسلم) کی اس حدیث کا متن نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز ادا فرمائی اور کہا کہ ان قبروں کے اندھیروں کو اللہ تعالیٰ میری دعا (صلاۃ) سے نورانی کر دیتا ہے"۔ الفاظ یوں ہیں:۔

إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ (مسلم جلد اص ۳۱۰)

اس متن کو پیش کرنے کے بعد موصوف اپنا منطقی تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر اس سے یہی دنیاوی قبر مراد لی جائے تو پھر ایک ایک قبر میں بے حساب مردے دفن ہوتے ہیں کوئی نیک کوئی بد۔ ہر ایک کو اس نور سے فائدہ پہنچے گا؟" (عذاب قبر ص ۳۱)

اب ہم موصوف سے پوچھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیات میں کون سی قبریں مراد ہیں؟

کیا موصوف ان آیات کی بھی وہی تاویل کریں گے جو مندرجہ بالا احادیث کے بارے میں کی ہے، اگر ان آیات کی بھی وہی تاویل کریں گے تو کیا یہ کفر نہیں ہوگا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

١) وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ (فاطر ۲۲) — تم قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔

۲) قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (یٰسین ۵۱) — کہیں گے ہائے کس نے ہمیں ہماری خوابگاہوں سے اٹھا دیا

۳) وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (انفطار ۴) — اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی۔

مزید برآں ایک قبر میں صرف ضرورتاً ہی کئی آدمی دفن کئے جا سکتے ہیں (صحیح بخاری)

اور احمد و ابوداؤد کی حدیث میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ ایسی صورت میں پہلے اسے رکھے جو قرآن مجید کا سب سے زیادہ عالم ہو۔ عموماً نیک لوگوں کے نزدیک دفن ہونے کی خواہش کی جاتی ہے حضرت عمرؓ کی خواہش کا ذکر صحیح بخاری میں موجود ہے۔

اب ایسی صورت میں کسی مرنے والے کو قبر میں نور سے فائدہ پہنچ جائے تو اس میں حیرانی کی کیا بات ہے جس کا استہزا کیا جائے۔

بہر حال یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی کیا روئے زمین پر کوئی ہستی ایسی ہے جو کسی کی قبر پر صلوٰۃ ادا کرے اور قبر منور ہو جائے۔

اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اس تاویل کی کہاں گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ ہر ایک کو اس نور سے فائدہ پہنچے گا؟؟؟ اللہ تعالیٰ جس کو فائدہ پہنچانا چاہے گا اسی کو فائدہ پہنچے گا، وہ ہر کام پر قادر ہے۔

(۵) مردہ جوتیوں کی چاپ سنتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

بخاری ومسلم کی اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اب جس شخص کا جسم جلا دیا گیا ہے یا جانوروں اور مچھلیوں نے جس کی لاش کھالی اس کا جسم ہی باقی نہ رہا تو اس کا بٹھایا جانا، سوال وجواب کا ہونا اور اس دنیا میں اس کو جنت و دوزخ کا نظارہ کرایا جانا کیسے ممکن ہے"۔

(یہ قبریں یہ آستانے ص ۱۹)

حدیث کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ وہی مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے جس کو انسان قبر میں دفن کرتے ہیں اور جو قبر میں دفن نہیں ہو سکتے یا نہیں کئے جا سکتے ان کا ذکر اس میں موجود ہی نہیں۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ جسے موت دیتا ہے اسے قبر بھی عطا کرتا ہے۔ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝ پھر اسے موت دی اور قبر میں رکھا
قبر تو بہرحال میں انسان کو ملتی ہے خواہ اس کی موت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ حیرت ہے اس قسم کا اشکال تو کفار مکہ نے
بھی نہیں کیا تھا جو عثمانی صاحب نے کیا ہے۔ بہرحال موصوف کی یہ تاویل ان کے ایمان و تقویٰ کی کھلی دلیل ہے۔

موصوف کا آخر میں یہ فرمانا "کیسے ممکن ہے" بڑا حیرت انگیز ہے کس کے لیے ممکن نہیں کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت
پر بھی شک کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کفار مکہ کے سرداروں میں سے ایک شخص قبرستان سے کسی مردے کی
ایک بوسیدہ ہڈی لیے ہوئے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسے توڑ کر اور اس کے منتشر اجزاء ہوا میں
اڑا کر آپ سے کہنے لگا۔ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ کون ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟

شک انہیں بھی تھا اور اسی قسم کا شک عثمانی صاحب کو بھی تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے۔ کیا یہی توحید ہے
کہ احادیث صحیحہ کی موجودگی میں کوئی شخص تذبذب کا شکار رہے۔

عثمانی صاحب بذاتِ خود ذہن پرستی کے خطرناک مرض میں مبتلا تھے ہی لیکن ان کے پیروکار بھی ان کی اندھی تقلید
میں عثمانی صاحب کی ان باتوں کی خود تحقیق نہیں کرتے بلکہ وہ بغیر تحقیق و تنقید انہیں حق سمجھتے ہیں، وہ عثمانی صاحب کے
افکار و نظریات کے نہ صرف قائل بلکہ خود ساختہ عقائد کے غرور میں اس قدر مبتلا ہیں کہ وہ ہر صحیح حدیث کو عثمانی صاحب کی
رنگین عینک سے دیکھتے ہیں، عثمانی صاحب نے ان کی ایسی "برین واشنگ" کر دی ہے کہ وہ ہر صحیح حدیث کو اپنی عقل کی کسوٹی
پر پرکھنے کے مرض میں مبتلا ہیں اور تاثر یہ دیتے ہیں کہ فلاں حدیث قرآن مجید سے براہِ راست ٹکراتی ہے، درحقیقت وہ
حدیث قرآن مجید سے نہیں بلکہ عثمانی صاحب کے تیار کئے ہوئے ذہن سے ٹکراتی ہے۔

اگر کوئی آیت بظاہر کسی آیت کے خلاف ہو تو یہ حضرات اسے اس لئے مسترد کرنے کی جرأت نہیں کرتے کہ اس طرح
ایمان و توحید کا بھرم باقی نہیں رہتا لیکن جب حدیث کا معاملہ آتا ہے تو یہ سب کچھ کر گزرتے ہیں انہیں ایمان بگڑنے کا
اندیشہ و توحید پر حرف آنے کا خطرہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اقوالِ رسول اور افعالِ رسول کو تسلیم نہ کرنا تو کجا اس میں کسی
قسم کے شک کرنے والوں کو بھی ایمان سے خارج کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (النساء - ۶۵)

(اے رسول) آپ کے رب کی قسم، لوگ اس وقت تک مومن
نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حکم
نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ
محسوس کریں بلکہ اس کو برضا و رغبت تسلیم کر لیں۔

بزعم خود مومن سمجھنے اور توحیدی کہلانے والے حضرات بتائیں کہ اقوال و افعالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء
کر کے اور ان کو خود ساختہ معنی پہنا کر کیا واقعی وہ خود کو کفر سے بچا سکتے ہیں؟

بڑی عجیب بات ہے جب بھی عثمانی صاحب کے خود ساختہ عقیدے کے خلاف کوئی آواز اٹھاتا ہے تو یہ حضرات
بلا سوچے سمجھے عثمانی صاحب کی وکالت شروع کر دیتے ہیں۔ وہ قطعی برداشت نہیں کرتے کہ ان کے بزعم خود جرح کے عالم عثمانی
صاحب کے خلاف کوئی نکتہ چینی کرے، یہ حضرات عثمانی صاحب کے خلاف تنقید کو بھی کفر سمجھتے ہیں لہٰذا وہ ہر مخالف کو
طاغوت گردانتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آبائی تقلید ...... راہِ حق میں ایک رکاوٹ

(اظہر ہاشمی)

حق قبول کرنے کی راہ میں مختلف رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں مثلاً معاشی رکاوٹ۔ ایک آدمی جب یہ خیال کرتا ہے کہ اگر اس نے حق قبول کرلیا تو اس کو خلافِ اسلام معاشی تگ و دو چھوڑنا پڑے گی۔ یہ بھی اس کے ذہن میں ہوسکتا ہے کہ معاشرہ اس کے خلاف ہوکر مقاطع کر دیگا۔ یہ معاشی رکاوٹ صرف عوام کے لئے نہیں بلکہ علماء کے لئے بھی ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر انہوں نے حق قبول کرکے اپنے مسلک کو چھوڑا تو لوگ مخالف ہو جائیں گے۔ نتیجتاً امامت سے ہاتھ دھونا پڑجائے گا۔ علماء پرستی بھی قبولِ حق کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ ایک آدمی کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل لیکن اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے علماء کیا غلط ہیں؟ ان کو یہ آیات اور احادیث نظر نہیں آئیں۔ آبائی تقلید بھی ایک رکاوٹ ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

کوئی شخص یہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ اپنے باپ دادا کا رستہ چھوڑ کر کوئی اور رستہ اپنائے گویا اس کے نزدیک وہی حق ہے جو اس کے آباء و اجداد کے پاس تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (البقرۃ - ۱۷۰)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی اتباع کرو تو کہتے ہیں ہم تو اس کی اتباع کریں گے جو ہم نے اپنے آباء و اجداد سے پایا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پر ہوں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا - (المآئدۃ - ۱۰۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں جس پر ہم نے اپنے آباء اجداد کو پایا ہمیں وہی کافی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے :-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا (لقمان - ۲۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ منزل من اللہ کی اتباع کرو تو کہتے ہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا۔

مندرجہ بالا آیات میں ہم نے دیکھا کہ انسانوں کے ذہن میں کس طرح آبائی تقلید یا اسلاف پرستی پائی جاتی ہے۔ خالقِ کائنات کی روشن ہدایت و رہنمائی کو چھوڑ کر آباء و اجداد کی پیروی کی جاتی ہے۔ آبائی تقلید سے انسانی عقل پر پردہ پڑجاتا ہے۔ آدمی میں سوچنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور تقلید پر بھروسہ کرلیتا ہے۔ مزید ستم ظریفی کہ برے کام کا بھی اسلاف کی طرف منسوب کر دے۔ اور محض آباء و اجداد کا بھروسہ لیکر کام میں مگن رہتے ہیں خواہ بدی کا کام ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا

اور جس وقت بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے آباء و اجداد

اٰبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۔ (الاعراف ـ ۲۸) کہ اسی پر پایا اور (نعوذ باللہ) اللہ نے ہمیں اسکا حکم دیا ہے۔ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تو بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری ہوا۔ ظاہر ہے کہ قوم میں برائیاں پائی جاتی تھیں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ برائیاں ان کو وراثت میں ملی ہوں کیونکہ شروع میں تو مروجہ برائیوں کا وجود نہیں تھا اور زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں میں برائیاں آتی گئیں اور پھر ایک وقت آگیا کہ وہ دعویٰ کرنے لگ گئے کہ انہوں نے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا کہا تو ان کا جواب یہ تھا:۔

" وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (الانبیاء ـ ۵۳) ہم نے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا۔

حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے ان الفاظ میں جواب دیا:۔

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا (الاعراف ـ ۷۰) کیا تم ہمارے پاس محض اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کو چھوڑ دیں جس کی پوجا ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب ملا:۔

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا ۔ (یونس ـ ۷۸) کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ جس پر ہم نے اپنے آباواجداد کو پایا اس کو چھوڑ دیں۔

حضرت صالح علیہ السلام سے قوم نے یہ کہا:۔

اَتَنْهٰنَا اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا (ہود ـ ۶۲) کیا تو ہمیں ایسی عبادت سے منع کرتا ہے جس کی عبادت ہمارے آباواجداد کرتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے یہ کہا:۔

اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا (ہود ـ ۸۷) کیا ہم اس کو چھوڑ دیں جس کی عبادت ہمارے آباواجداد کرتے تھے۔

یہ حالت تو تھی سابقہ امتوں کی۔ اس امت کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں۔ سابقہ امتوں نے بھی آبائی تقلید کی آڑ میں حق قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آج کے لوگ بھی حق قبول کرنا آباو اجداد کے ساتھ غداری خیال کرتے ہیں۔ آج بھی اگر آپ کسی کو خالص اسلام کی دعوت پیش کریں تو بات کو تو وہ تسلیم کرلے گا لیکن باپ دادا کی فکر ضرور لاحق ہوگی۔" ان کا کیا بنے گا؟" جس طرح کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تھا۔

" فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۔ گذشتہ جماعتوں کا کیا بنے گا۔" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا " عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۔ ان کا علم میرے رب کے نزدیک کتاب میں ہے۔"

ہماری حالت بھی عجیب ہے جو زندہ ہیں ان کی فکر کم بلکہ بالکل نہیں ہے ہاں جو فوت ہو گئے ہیں جن کی عملی زندگی اختتام پذیر ہو چکی ہے ان کی بڑی فکر ہے۔ اگر کسی گاڑی کو حادثہ پیش آجائے تین چار مر جائیں اور سات آٹھ زخمی ہو جائیں تو مرہم پٹی کن کی ہوگی؟ جو مر گئے ان کی یا جو زخمی ہیں؟

آبائی تقلید اس طرح ذہنوں میں سرایت کر چکی ہے کہ اب یہ معیار حق بن چکی ہے۔ کیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ ہر ایک کا باپ دادا حق پر ہو؟ یہ ناممکن ہے۔ حق ایک ہوتا ہے زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اے ایمان والو سچ والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اگر سچ کئی ہوں تو پریشانی کا باعث ہوں گے لیکن ایسا نہیں، زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ذہن بھی بدلتے رہتے ہیں ہر دور میں نئے نئے فتنے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور لوگ ان کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ اگر آباواجداد کو حق کا معیار سمجھ لیا تو پھر ہر زمانہ

میں حق بدلتا رہے گا۔ حق چونکہ صرف وہی ہے جو منزل من اللہ ہے۔ اس لئے صرف اسی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (الاعراف)	جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف نازل شدہ ہے۔ اس کی پیروی کرو اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔

اگر اولیاء کی پیروی کی ممانعت ہے تو اسلاف کی پیروی کیسے جائز ہوگی۔ ہمارے ملک میں بعض ایسے خاندان ہیں اگر ان کا شجرہ نسب دیکھیں تو تین چار پشت کے بعد رام یا سنگھ شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے بعد والوں کی راہ میں آبائی تقلید حائل نہیں ہوئی تو آج کیوں ہے؟ کیا اس وقت باپ دادا کی محبت پریشان نہ کرتی کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تو تھے ہی غیر مسلم۔ ہم تو ان کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ یہ بات ہمارے ذہن میں ہونی چاہیئے کہ اسلام کی مخالفت دشمن اور دوست بن کر کی گئی۔ لبادہ اسلام کا اوڑھا اور سازشیں اسلام کے خلاف برپا کیں۔ احادیث کو گھڑ کر مشہور کر دیا۔ لوگوں نے بغیر تحقیق کے ان کو قبول کر لیا۔ ایسا کام کرنے والا تو کلمہ گو ہی ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کسی سے کوئی حدیث پوشیدہ رہ گئی ہو اور اس پر (اس زمانہ میں) عمل نہ کیا جا سکا۔ آج اگر وہ حدیث نظر آجائے تو تردد نہیں ہونا چاہیئے یا کسی سستی کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اولاد بھی اس کو چھوڑ دے۔ برائی آہستہ آہستہ بڑھتی ہے۔ ایک قدم پر اس، برائی کو برائی خیال نہیں کیا جاتا۔ سنت گئی تو اس کی جگہ بدعت نے لے لی۔ اب آنکھیں بند کر کے اس بدعت پر ثواب خیال کر کے عمل کرنا شروع کر دیا گیا۔ اولاد نے دیکھا تو اسی کو اپنایا۔ اگر نشاندہی کریں تو اسلاف پرستی سے بھرپور جواب ملتا ہے۔ ایک بار ہم ایک شہر گئے۔ وہاں باتوں باتوں میں بات رفع الیدین پر آگئی۔ ہم نے احادیث پڑھ کر سنائیں لیکن وہ نہ مانے۔ بالآخر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تجرید البخاری ہے۔ یہ ہمارے دادا نے خریدی تھی اگر آپ اس سے یہ مسئلہ دکھا دیں تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ ہم نے ان کا مطالبہ پورا کر دیا۔ انہوں نے خود حدیث پڑھی حیران اور پریشان ہوئے۔ اب ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں: "دادا اور باپ نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟" اب اس کا جواب بھی ہم دیں۔ یہ ہے آبائی تقلید! حق سامنے آجاتا ہے لیکن آبائی تقلید کا سہارا لیکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کیا یہی ایمان باللہ کی علامت ہے؟ کیا اسی کو ایمان بالرسول کہتے ہیں؟ آج وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ تحقیق کریں اور حق کو اپنا لیں۔ ذرا اپنے وعدے کو یاد کر لیں :- "اور جب تمہارے رب نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور خود ان سے اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ (تو ہمارا رب ہے) (یہ اقرار اس لئے کرایا تھا) کہ قیامت کے روز (یہ نہ کہو) ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی یا کہو شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کی اولاد تھے تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہم کو ہلاک کرتا ہے (الاعراف ـ ۱۷۳)